مخلص اور باہمت انگریزی دان اپنی زندگیاں تبلیغ اسلام کے لئے وقف کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵؍جنوری ۱۹۷۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے یہ آیت تلاوت فرمائی:-

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۳﴾ (ھود: ۵۳)

پھر حضور انور نے فرمایا:-

دُنیا پر طائرانہ نگاہ ڈالیں تو اس وقت یہ صورت ہمارے سامنے آتی ہے کہ ایک طرف دہریت اشتراکیت کی شکل میں ساری دُنیا پر چھا جانے کی کوشش کر رہی ہے دوسری طرف مذہب سرمایہ داری کا سہارا لیتے ہوئے اس یلغار کو روکنے کی کوشش کر رہا ہے۔ جہاں تک ترقی یافتہ مغربی ممالک کا تعلق ہے یہ بات آہستہ آہستہ واضح ہوتی چلی جارہی ہے کہ اب اُن میں اشتراکیت کا مقابلہ کرنے کی سکت باقی نہیں رہی اور یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ کسی وقت بھی یہ ممالک اس کشمکش میں ہتھیار ڈال دیں اور دہریت اُن ممالک پر قابض ہو جائے۔ اس وقت سرمایہ داری اور (اسلام کے علاوہ) دیگر مذاہب کا آپس میں اشتراک ہے۔

جس رنگ میں اُس دنیا کے سامنے جو اشتراکی دنیا یا سوشلسٹ دنیا کہلاتی ہے مذہب کو پیش کیا گیا اُس رنگ میں کوئی بھی سمجھدار انسان مذہب کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا کیونکہ مذہب کو ان ممالک نے (میں لفظ مذہب میں اسلام کے علاوہ سب مذاہب کو شامل کر رہا ہوں)

اس رنگ میں پیش کیا کہ نہ انسان کے لئے وہ مقام شرف اور عزت کا باقی چھوڑا جسے اللہ تعالیٰ نے انسان کا ایک بنیادی حق قرار دیا ہے نہ اس کی دیگر صلاحیتوں کی نشوونما کے لئے جن مادی سامانوں کی ضرورت تھی اور جن سے وہ لوگ محروم تھے اُن کا حقدار سمجھا گیا۔ اگر مذہب (نعوذ باللہ) انسان کی تمام صلاحیتوں کی نشوونما میں روک ہے تو انسان کا فرض ہے مذہب کو دھتکار دے اس رنگ میں اشتراکیوں نے اسے دھتکار دیا لیکن حقیقی مذہب تو ایسا نہیں ہے۔ جو مذہب، جو ابدی صداقت، جو حسین شریعت، جو احسانِ عظیم کی مالک ہدایت اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی شکل میں دی وہ تو اس کے برعکس ہمیں یہ بتاتی ہے کہ انسان کی اُن تمام صلاحیتوں کی جو اللہ تعالیٰ کی عطا ہیں کامل نشوونما کے سامان پیدا ہونے چاہئیں اور جب ہم دہریت، اشتراکیت، سوشلسٹ کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ انسان کے جو حقوق اللہ تعالیٰ نے قائم کئے ہیں ان کا تصور بھی اشتراکیّت اور اس قسم کے دوسرے ''اِزمز'' میں نہیں پایا جاتا۔

اِس وقت اُن ترقی یافتہ ممالک میں جو اشتراکیت کے خلاف برسرِ پیکار ہیں سرمایہ دارانہ نظام تو معرضِ زوال میں ہے اور مذہب میدان سے بھاگتا نظر آتا ہے۔ اِسی لئے میں نے جماعت کو پہلے بھی کہا کہ اِن علاقوں میں ایک خلا پیدا ہو رہا ہے۔ اب اس خلا کو دو طاقتیں پُر کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ ایک طاقت لامذہبیت اور دہریت کی ہے اور دوسری طاقت اسلام اور احمدیت کی ہے۔ ہمارا اصل مقابلہ ان لادینی طاقتوں سے ہے اور اس مقابلہ میں ایک شدت پیدا ہو رہی ہے۔ وہ بھی ان علاقوں کے انسانوں کا دل خدا سے دُور لے جانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور جماعتِ احمدیہ بھی اُن علاقوں میں بسنے والے انسانوں کے دِل خدائے واحد و یگانہ کیلئے جیتنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہے۔ جہاں تک مادی وسائل کا سوال ہے غیر مذاہب اور خدا کے اِس دشمن کے مقابلہ میں ہماری کوئی طاقت ہی نہیں ہے۔ مادی وسائل اُن کے مقابلہ میں ہمارے پاس ہزارواں کیا لاکھواں حصہ بھی نہیں لیکن ہم نے اپنی زندگیوں میں اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان کا مشاہدہ کیا ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا اور مغفرت کی چادر میں خود کو اِس معنی میں ڈھانپتا ہے کہ وہ اس کے حضور جھکتا اور یہ دُعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کرے کہ جو بشری کمزوریاں ہیں وہ سرزد نہ ہوں اور

جو بشری صلاحیتیں ہیں ان کی کامل نشو ونما ہو جائے اور خُدا کے علاوہ ہر شئے کو لا شئے محض سمجھتے ہوئے اُسی کی طرف رجوع کرتا ہے تو ان حالات میں اللہ تعالیٰ بڑی سے بڑی مادّی طاقتوں کو ملیا میٹ کر دیتا اور ہلاک کر دیتا ہے اور اپنے بندے کی مدد اور نصرت کیلئے آسمانوں سے سامان پیدا کرتا ہے۔ ہماری زندگیوں میں بھی یہ بات ایک حقیقت کی صورت میں موجود ہے۔ یہ کوئی فلسفہ نہیں بلکہ ہمارے وجود نے اس چیز کا مشاہدہ کیا ہے کہ تمام مادی سامان اللہ تعالیٰ کے منشاء اور اس کے حُکم کے مُقابلہ میں کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتے پس یہ تو درست ہے کہ اس روحانی جنگ میں، اس اخلاقی جنگ میں اس مذہبی جنگ میں مادی وسائل دہریہ اقوام کے پاس ہم سے اتنے زیادہ ہیں کہ ان کے مقابلہ میں ہمارے مادّی وسائل ذکر کے قابل بھی ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے ہم اس سے انکار نہیں کرتے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان کمزور بندوں کی کوششوں میں اپنی زبردست تدابیر کو چھپا کر دُنیا میں اپنی قدرت کے ہاتھ کا ایک زبردست جلوہ ظاہر کرے یہ تو ٹھیک ہے لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں تک ہماری طاقت ہے یا جہاں تک ان وسائل کا تعلق ہے۔ جن سے ہم اپنی طاقت کو بڑھا سکتے ہیں یہ ہماری ذمّہ داری ہے کہ اس طاقت کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہوں اور اس کوشش میں لگے رہیں کہ جو طاقت اور قوت کو بڑھانے کے وسائل اور راہیں ہیں وہ ہمیں میسّر آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیۂ کریمہ میں جس کی میں نے سورۃ فاتحہ کے بعد تلاوت کی ہے یہ حکم فرمایا ہے کہ اگر تم استغفار کرو اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو تو تمہاری خوشحالی کے سامان آسمانوں سے پیدا کئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اگر تمہاری زندگیاں اُس کی رضا کے حصول کے لئے لگی ہوئی ہوں گی تو تمہیں قوت کے بعد مزید قوت عطا کرتا چلا جائے گا۔

اس وقت جیسا کہ میں نے بتایا دشمنِ انسانیت اور دشمن رُوحانیت اور دشمن مذہب کے خلاف ہماری جو جدوجہد اور لڑائی ہے اس کے لئے ہمیں دشمن کے مادّی وسائل کے اثر کو کالعدم کرنے کے لئے ایسی روحانی طاقت کی ضرورت ہے جو خدا سے حاصل ہوتی ہے اور جس کے حصول کا ایک ذریعہ اِس آیت میں استغفار اور توبہ بتایا گیا ہے اور جس کے نتیجہ میں یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ برکتوں کے سامان پھر آسمان سے پیدا ہوں گے اور قوت کے بعد مزید

قوت عطا ہوتی چلی جائے گی۔ ان وسائل سے خدا تعالیٰ جو قدرت کا اور قوت کا اور طاقت کا اور عزت کا اور غلبہ کا اور قہر کا سرچشمہ ہے اُس سے قوت لیکر ہمیں اس میدان میں دشمنِ اسلام، دشمنِ روحانیت، دشمنِ مذہب اور اللہ تعالیٰ کے خلاف صف آرا ہونے والی فوجوں کا مقابلہ کرنا ہے اور کامیابی کے ساتھ کرنا ہے اس وقت جیسا کہ میں نے بتایا ایک خلا پیدا ہو رہا ہے اور جلدی جلدی بڑھ رہا ہے۔ اس کے لئے تدبیر جتنی ہم کر سکتے ہیں وہ ہمیں کرنی چاہیئے۔ اس کیلئے ہمیں اس سے زیادہ مجاہد چاہئیں اس سے زیادہ مبشر چاہئیں۔ اس سے زیادہ مبلغ چاہئیں جتنے کہ مبلغ بنانے والے ہمارے ادارے اس وقت بنا رہے ہیں۔ اعلیٰ پیمانہ پر مبلّغ بنانے والا ادارہ تو جامعہ احمدیہ ہے۔ دوسرے بھی بعض ادارے ہیں لیکن وہ اس معیار کے مبشر پیدا نہیں کر سکتے نہ اُن کے قیام کا یہ مقصد ہے کہ جو غیر ممالک میں جا کر اسلام کے جرنیل کی حیثیت میں ان طاقتوں کا مقابلہ کریں، اگر ہم صرف جامعہ احمدیہ پر انحصار کریں تو جس قدر انسانوں کی، مخلص انسانوں کی، مومن انسانوں کی، صاحبِ فراست انسانوں کی، اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے والے انسانوں کی، خُدا سے اخلاص کا تعلق رکھنے والے انسانوں کی، خُدا سے عہدِ وفا جو انہوں نے باندھا ہے اس پر عزم کے ساتھ اور استقامت کے ساتھ قائم اور قائم رہنے والے انسانوں کی ضرورت ہے اتنے انسان تو یہ ادارہ ہمیں شاید اگلے سو سال میں بھی نہ دے سکے لیکن ہمیں آج ضرورت ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہمیں اُن بڑی عُمر کے احمدیوں کی ضرورت ہے جو اگرچہ جامعہ احمدیہ یا اس قِسم کے کسی ادارہ میں تو نہ پڑھے ہوں لیکن اُن کی زندگی صحیح اور حقیقی اِسلام کے مطالعہ میں خرچ ہوئی ہو اور جن کے دل خدا تعالیٰ کی محبت سے معمور ہوں اور جن کا اپنے رب سے اخلاص کا تعلق ہو اور جن کی ہمت جوان ہو اگرچہ عمر کے لحاظ سے وہ جواں نہ ہوں وہ آگے آئیں۔ وہ ریٹائر ہو گئے دنیوی کاموں سے۔ وہ جو ریٹائر ہو سکتے ہیں۔ (ملازمت کا ایک ایسا حصہ جس میں انسان اپنی مرضی سے ریٹائر ہو جاتا ہے اور اسکی پنشن پر خاص فرق نہیں پڑتا یا بعض دفعہ بالکل ہی فرق نہیں پڑتا) ایسے لوگ اپنی زندگیوں کو وقف کریں تا کہ ہم اُنہیں ان ممالک میں بھجوا سکیں ایسے لوگ جن کی خصوصیات اور اہلیت کے کچھ پہلو تو میں نے ابھی بتائے ہیں لیکن زبان کے لحاظ سے انہیں انگریزی زبان

اچھی طرح آنی چاہیئے کیونکہ یہ ہر جگہ غیر ممالک میں کام دے جاتی ہے۔ انہیں وقف کرنا چاہیئے ۔ اس وقت ہمیں شدید ضرورت محسوس ہورہی ہے۔ اس قسم کے مخلصین ، مجاہدین باوفا انسانوں کی جوان غیر ممالک میں جا کر کام کریں لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہمارا ایک ہی ادارہ ہے جو مبلّغ پیدا کر رہا ہے اور اب تعداد کچھ زیادہ ہوئی ہے جامعہ میں۔ ایک وقت میں تعداد بہت ہی گر گئی تھی۔ پھر جو آج امتحان پاس کرتا ہے یا جس نے دو سال پہلے جامعہ احمدیہ سے شاہد کیا ہے وہ اپنے تجربہ کے لحاظ سے اور اپنے معیار کے لحاظ سے آج اس قابل نہیں ہے کہ اُسے ہم باہر بھیج دیں۔ اسلئے ہمیں انتظار کرنا پڑے گا لیکن اگر ہزاروں نہیں تو سینکڑوں ایسے انگریزی دان احمدی ہیں۔جنہوں نے اخلاص سے اپنی زندگیاں گذاری ہیں۔جنہیں اپنی گزشتہ زندگی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآنِ کریم کی جو تفسیر ہمارے سامنے رکھی ہے اس کے مطالعہ کا شغف رہا ہے جو علی وجہ البصیرت حقیقی اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے اسی مطالعہ کے دوران دوسرے مذاہب کے ساتھ مذہب اسلام کا موازنہ کیا ہے اور جن کو دُعا کی عادت ہے جو اس مقام پر کھڑے ہیں کہ جہاں دُعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو حاصل کیا جا سکتا ہے ۔جن کے دِلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت جوش مار رہی ہے اور جن کے سینوں میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دُنیا میں بلند کرنے کی ایک تڑپ پائی جاتی ہے۔ ایسے سینکڑوں ہزاروں احمدی جماعت احمدیہ میں موجود ہیں۔ آج میں اُن کو آواز دے رہا ہوں کہ اسلام کی خاطر دُنیا کے مختلف ممالک میں بھجوانے کے لئے مجاہدین کی آج ضرورت ہے اور اس قسم کے لوگ ہی آج کے حالات میں اس ضرورت کو پورا کر سکتے ہیں۔ اس لئے وہ آگے آئیں اور اپنے ناموں کو پیش کریں۔ اگر وہ ریٹائر ہو چکے ہوں اور اپنی ملازمتوں سے فارغ ہو چکے ہوں تب بھی، اگر وہ آسانی سے فارغ ہو سکتے ہیں تب بھی ہر قسم کے انگریزی دان افراد خواہ وہ ڈاکٹر ہوں انجینئر ہوں، ٹیچر ہوں، پروفیسر ہوں، وغیرہ وغیرہ اپنے آپ کو پیش کریں لیکن شرط یہی ہے کہ وہ لوگ اس گروہ سے تعلق رکھنے والے ہوں جن کی زندگیاں اسلامی تعلیم اور قرآن کریم کے مطالعہ میں گذری ہیں اور جو دوسروں سے تبادلۂ خیالات کرتے رہے ہیں۔ ایسے لوگوں نے جماعت میں (پہلے مثالیں موجود ہیں) بڑا اچھا کام

کیا ہے ہمارے جو مبلّغین ابتداء میں امریکہ یا انگلستان یا یورپ گئے وہ جامعہ احمدیہ کے فارغ التحصیل نہیں تھے یعنی بی اے، ایم اے کر کے زندگی وقف کر کے جماعت کے کاموں میں مصروف ہو گئے تھے یا جو باہر کام کر رہے تھے لیکن دفتری اوقات سے باہر سات سات آٹھ آٹھ گھنٹے روزانہ بلا ناغہ وہ جماعت کے کاموں میں خرچ کر رہے ہیں (میرے علم میں ہیں میں نے پہلے بھی بتایا ہے بیسیوں ایسے احباب کو میں جانتا ہوں) ایسے لوگ سامنے آئیں اور اپنے نام پیش کریں تا کہ اس وقت جو ایک خلا پیدا ہو رہا ہے جس کے نتیجہ میں ہمارے دلوں میں ایک فکر پیدا ہو رہا ہے کہ ہم اس خلا کو اگر پُر نہ کر سکے تو خدا کے نام کو اس دُنیا سے مٹانے کا دعویٰ کرنے والوں کی کوششیں کہیں کامیاب نہ ہو جائیں۔

اس وقت اسلام کے ایک ادنیٰ خادم کی حیثیت سے میں جماعت کے ان احباب کو آواز دیتا ہوں کہ آگے بڑھو! زندگیوں کو وقف کرو!! اور اخلاص کے ساتھ سب کام چھوڑ کر باہر جاؤ اور تبلیغ اسلام کے فریضہ کی جو ذمہ داری ہے اُسے اپنے کندھوں پر اٹھاؤ اور دنیا کو یہ بتاؤ اپنی دعاؤں کے ساتھ اور میری اور جماعت کی دعاؤں کے ساتھ کہ مذہب اسلام جو دنیاوی لحاظ سے علمی لحاظ سے اخلاقی لحاظ سے تعلیم دُنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے۔ اشتراکیت وغیرہ اس کے مقابلہ میں کسی میدان میں بھی ٹھہر نہیں سکتی لیکن انسانوں کی اکثریت غافل ہے اور انہیں بیدار کرنے کی ذمہ داری ہم پر ہے۔ اور ہمارے مادی وسائل تھوڑے ہیں۔ ہمیں روحانی وسائل اور روحانی ہتھیاروں کی طرف رجوع کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ استغفار کے ساتھ اور توبہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہماری دعا کو قبول کرے اور ایسے سامان پیدا کرے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو نباہ سکیں اور اللہ تعالیٰ جماعت کے ایسے مخلصین کو توفیق عطا کرے کہ وہ اپنی زندگیوں کو وقف کریں اور بیرونی ممالک میں جا کر ہر قسم کی تکالیف برداشت کر کے اپنے بیوی بچوں سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے اس اہم ذمہ داری کی طرف توجہ کریں اور اُسے کامیاب طریقے پر نباہنے کی کوشش کریں۔ اَے خدا تُو ایسا ہی کر!!

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۰ ؍فروری ۱۹۷۴ء صفحہ ۲ تا ۴)

❁❁❁